

آتش کی عشقی شاعری کی خصوصیات و شعار کا حوالہ سے

آتش نے لکھنے کے زمان طبی ماہول اور اپنی شخصیت کے برابر کی امتنان کر کے اپنی عشقی شاعری میں کوہ الگ فضادی ہے۔ یہاں شعراء دلیل کے بہر خلاف ہیں مگر نا امری روز نامزادی سے واسطہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے میں محبوب ہیں اپنی مکمل حلوہ سماں ہیں کے ساتھ آتا ہے۔ یہاں عاشق اور محشوق ذوق نوں اپنی نفسیات کے ساتھ ملتے ہیں اور اپنے طور پر ہم پور عشق کا احسان ہونے آتا ہے آتش تھی شاعری میں عاشق بھی آنکھ رکھتا ہے تو رحیم بھی اسکے لمحے اور وقار اور میں بھت کچھ اسکا ملائکہ دیتا ہے۔ یہ محبوب بازاری نہیں ہے بلکہ عالمیت و دنیا بعفت و پالیزی کے ان تمام زیوروں سے آرہتے ہے جسے میں بھت کی قسم کھالی جا رکھتے ہے مگر فضا آتش کے عشقی شاعری کو رنگارنگ اور وسیع بناتی ہے اور اس میں نشاط اور سرسرت، لطافت و نرگست، جان نیثاری روز دنونزی کے ایسے الیس بھلو بھارے سامنے پیش کرتی ہے جس سے ہم ہر ایک فرشتلوا اور صاحبہ اُثر بخوبی بقول فراق گورنیبوی :-

”آن کی غزلیہ شاعری میں ایک ہیک و ہمک ہاں جانی ہے وہ عشق کو ایک
 جان لیوار دگدینا کر دیں نہیں کرتے۔ آن کے یہاں عشق زندگی کی اونچاں بننے
 زیرِ آٹا ہے۔“
 ”ڈالڑھیں المجنونِ اذطی کے مطابق:-

”آن کا عشق ایک بھت منداو، لمحہ الیامع انسان کا عشق دو جانی
 قسم کا نہیں ملے خالص دنیاوی قسم کا ہے اور انسان کا محبوب ہی کوئی خالی
 نہیں بلکہ ایک جنگو شہت پرست کا انسان ہے۔ آن کے میان چاہئے کے ساتھ ساتھ
 کسی سو رینا بھی کر لینا چاہئے ہے۔“

”صحیح ہے کہ لکھنے کا ماہول آتش کی عشقی شاعری کو سازگار آیا
 لیکن اُسے صرف ماہول دینا نہیں ہے بلکہ اکون کہ اس ماہول میں انتہا
 رکھتی ہے دراڑت اور جان ھاوب راستہ کیلئے بھی کہ بقول محمد
 حسین آزاد:- ”شرافت آنحضرت نبکر کر لسیتی ہے۔ آتش کی شاعری
 ہر ایسی کی اپنی خصیت اور انفرادی نقشوں نظر ہے اُنہوں کا ایسا ہے جو
 کہ وہ ۳۰۰۰ سے آٹھویں صد بیجی کروپوری نہ کر اور عادت من
 وفا میں اُنہوں کا اسکا ہے۔“

عام طور پر ہماری شاعری میں عشق و بھت کو ایک روگ

اور بیماری بتایا جائے تو اس سے بچنے کی تلقین کی کمی ہے لیکن آتش اسے

صحمندی کی عالمات اور ازان کے لئے ایک فرودی ہذبہ فراہم ہے۔ آتش کے مفہومیں حشر و شق ملاحظہ ہوں گے

خاسی درجہ تو سودا دے تھی زلف مریضان کا

جو آنکھیں ہوں تو نظارہ ہوئے تھے تھے تھے

بھاگہی عمر کا بیرونی ہوئیں

ستافی تھی بھی اب تو سیالہ خلا دی

ستا ہے کون ناہ دفتری دعویٰ

درج کش ہے جمن سی پیالہ لڑھاں

پیلائیا رہ ہم سے ہے ان کی زندگانی کا

دیکھ لے تیر قضاہ ہوتا ہے اس انداز کا

آتش کی عصیت کے مذکور ہیں میم اور محوب کا برداری رکھنی سے
اسے دیکھا جائے اسے تو اسے قیدِ شاعری کے اس سیلو کو ہم کہتے ہیں جنہیں سے تعبیر

کرنے لگتے ہیں۔

قولِ ناظل فرازہ "ستھی محبت شہزادت سے خالی نہیں ہوتی۔ نعمت سے
علیحدہ شر کے اس دنیا ہے آب و مل کا امت قطعی تقاضہ سمجھا جائے تو اس سے
زنگ و سرپرستی ہے یہ حدود ہم آشیں گے"

آتش کے اس نوع کے آرٹھار جہالت اور راجحہ کے معاملہ پر
سے الگ ہیں اور اس سے مولنا کی رجی ہے ہر خلوص جنہیں اور تم آہنگ
ہاتھیں اور عیش قیدِ شاعری کے دل کو کردا رکھا میاب محبت آتش سے گھور
معلوم نہ ہے میں تو رہنمائی خود کو نہ مل سکتے مل فکر ہوں گے۔

ان کی عصیتِ شاعری کا اندازہ تیریں مدد

اس طرف لعب ہے یہ پوچھ لے تو کبھی بترک خانہ

نہ ملیں ماہ سے تیرے جو خدا ملتا ہے ۹۰

میزش شراب محبت نہ جانتے ہے

ستافی کے دریاب قبیلہ نہیں ہم از راجحہ

میں از از اردو شاعریں نیا نہ اور ایسا نہ ہے۔ اس کا مکتب

کو جیسے ہے ادا بجا جائے اور آتش کا دل نہ کچھ دل جاتا ہے۔

آتش کے اور ہے یہ شاعر قیدِ از از اردو کی

مشقیہ شاعر مولیٰ خواجہون اضافہ ہے

۱ تاریخ پیراں میں بھرگی ہے بو روست
تصور سے کسی کو کہے میں نے لفظ میں تو
خواہاں ترے پرست میں ان کے بعد میں تھے

جن کے جنہیں دربار لئے ہوئے ہیں ہے
میں اشعار پر لحاظ سے زیباری عشق شاعر کا نکون میں۔ آتش
کی مشقیہ شاعر میں پیر کاسوز و لداز ہے مگر میر کے طریقہ قلنطہ
میں ہے غرض بالا سب نہایت حکمت و مشق کے بخت آتش
کو ارادہ شاعر سے نما فاظ کہنا بجا ہے